ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
Siraj-ul-Haq Siddiqi
۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء
از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّ لَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیکی کا کوئی کام بھی حقیر نہ سمجھ۔ اگرچہ خندہ پیشانی سے اپنے بھائی کی ملاقات ہو۔

تشریح۔ طیبی (شارح مشکوٰۃ) نے کہا ہے۔ معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں۔ خواہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو یا لوگوں سے نیکی کرنا ہو۔ بال بچوں پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی معروف ہے علیٰ ہذا القیاس لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی معروف ہے۔ (مرقاۃ)

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِّنْھَا بَابٌ یُّسَمَّی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے۔ اس سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

تشریح۔ قانون شریعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نیک اور بد اعمال کی قسمیں مختلف ہیں۔ اسی طرح ان کی جزا اور سزا کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ اسی بناء پر روزہ داروں کے داخلہ کے لئے بہشت میں ایک دروازہ ہی الگ ہے جس کا نام ریان ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالے کے ہاں اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی قدر نہیں۔

تشریح۔ کیونکہ روزہ تو اصلاح اخلاق کے لئے رکھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مقصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے سے کیا فائدہ

عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَ اَحْیٰی لَیْلَہٗ وَ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ جب رمضان شریف کا آخری عشرہ داخل ہوتا۔ آپؐ اپنے تہبند کو مضبوط باندھتے اور رات کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

تشریح۔ ازار کا مضبوط باندھنا کنایہ ہے۔ کہ عبادت میں بے حد کوشش فرماتے تھے۔ اور رات کو زندہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جاگتے اور نماز اور ذکر الٰہی میں شاغل رہتے۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ عثمانؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بھلا آدمی وہ ہے۔ جس نے قرآن سیکھا اور اُسے سکھایا۔

تشریح۔ شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ و جل مجدہٗ کی بارگاہ میں اس شخص سے بڑھ کر کون عزت پا سکتا ہے جو اس کے نازل کردہ قانون (قرآن حکیم) کو سیکھے اور لوگوں کو سکھائے کیونکہ بادشاہ کی وفاداری اور بغاوت کا دارومدار اس کے قانون کی قدرشناسی پر موقوف ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابو موسےٰؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے

تشریح۔ جس طرح زندہ اپنے ظاہر کو سنوارتا ہے اور ہر ایک تصرف کر سکتا ہے۔ اور مردہ کا ظاہر بےحس اور باطن میں سکوت و خاموشی اس پر طاری ہے۔ اسی طرح ذاکر کا ظاہر نور اطاعت و فرمانبرداری سے آراستہ ہے اور اس کا باطن نور معرفت سے روشن ہے اور غافل ظاہری اطاعت سے بےکار اور باطن میں اندھا ہے۔

عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ جب گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے۔

تشریح۔ توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ گزشتہ گناہ پر نادم (یعنی شرمندہ) اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور اب گناہ کرنے سے باز آ جائے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (رواہ البخاری)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے لیا ہے۔ وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔ (بخاری)

تشریح۔ جب رزق میں حلال اور حرام کی پرواہ نہیں رہے گی۔ تو عبادت کی توفیق کیسے ہوگی۔ اور اگر کر بھی لی تو قبولیت کیسے ہوگی۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۲۸

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ صدر مملکت نے انقلاب کی سالگرہ کے موقعہ پر بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کے سلسلہ میں ایک حکم نافذ کیا تھا۔ جس کے تحت دیہات میں یونین کونسلیں قصبوں کے لئے قصباتی کمیٹیاں اور شہری علاقوں کے لئے یونین کمیٹیاں قائم کی جائینگی۔ حال ہی میں حکومت مغربی پاکستان نے ان کونسلوں اور کمیٹیوں کے انتخابات کے نظام الاوقات کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ نظام الاوقات آج مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء سے انتخابی حلقوں کی حد بندی کے اعلان سے شروع ہو رہا ہے۔ ۳ اور ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء کو کاغذات نامزدگی داخل کیے جائیں گے۔ ووٹ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۹ء سے ۹ جنوری ۱۹۶۰ء تک ڈالے جائیں گے اور پولنگ کے نتائج کا اعلان ۱۰ اور ۱۱ جنوری ۱۹۶۰ء کو کر دیا جائے گا۔

یہ انتخابات رائے دہندگان کی ان فہرستوں کی بنیاد پر ہوں گے۔ جو ۱۹۵۷ء میں تیار کی گئی تھیں۔ ان فہرستوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ یہ فہرستیں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ رائے دہندگان کے ناموں پر مشتمل ہیں۔ نظام الاوقات کے علاوہ حکومت مغربی پاکستان نے انتخابات کے متعلق قواعد و ضوابط بھی شائع کر دیئے ہیں۔

پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کے لئے حکومت کی طرف سے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ہم ان کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ وہ ہماری حکومت اور عوام دونوں کو اس ملک میں صحیح معنوں میں جمہوری نظام قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایک آزاد ملک میں حکومت اور عوام دونوں میں یگانگت کا پیدا ہونا بے حد ضروری ہے۔

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کے سلسلہ میں حکومت کے سربراہوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو اعلانات کئے گئے ہیں۔ ان میں جن عزائم کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ اس قدر حوصلہ افزا ہیں کہ بے اختیار داد دینے کو دل چاہتا ہے ہم ان میں سے چند عزائم کو ذیل میں درج کرتے ہیں

(۱) یہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں گے

(۲) کسی سرکاری افسر کو انتخابات میں مداخلت کی اجازت نہیں دیجائیگی۔

(۳) کوئی امیدوار ووٹ حاصل کرنے کے لئے لالچ یا رشوت نہ دے سکے گا۔

(۴) کوئی امیدوار ووٹ حاصل کرنے کے لئے صوبائی یا فرقہ وارانہ عصبیت کا حربہ استعمال نہ کر سکے گا۔

(۵) ووٹروں کو ووٹ دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے۔ اس نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب یہ ووٹروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ووٹ کو قومی امانت سمجھ کر ملک و ملت کے سچے بہی خواہوں کو ان کونسلوں اور کمیٹیوں کی رکنیت کے لئے منتخب کریں۔ ہم ووٹروں سے واضح الفاظ میں یہ کہدینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے ان کو یہ سنہری موقعہ دیا جا رہا ہے۔ اگر اس موقعہ پر انہوں نے اپنے فرض کو نہ پہچانا اور پہلے کی طرح خود غرض اور قوم و ملک کے دشمنوں کے ہاتھ کسی لالچ کی وجہ سے اپنے ووٹ فروخت کر دیئے تو آنے والی نسلیں ان کو کبھی معاف نہ کرینگی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالٰے ہمارے ووٹروں کو اپنے ووٹ کے صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

اس موقعہ پر ہم حکومت کے سامنے چند گذارشات پیش کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ رائے دہندگان کی ان فہرستوں کی بنیاد پر جو ۱۹۵۷ء میں تیار کی گئی تھیں۔ انتخابات کرانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ یہ فہرستیں ان لوگوں کے عہد میں تیار ہوئی تھیں۔ جن کا مقصد اپنی کرسیوں کی حفاظت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ان فہرستوں میں جعلی ووٹروں کا اندراج ہونا بعید از قیاس نہیں۔

ارباب اختیار بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں گے اور کسی قسم کی بے ضابطگی کی اجازت نہ دی جائے گی۔

ہمیں یقین ہے کہ حکومت کی یہی منشاء ہے اور اس نے اس مقصد کے پیش نظر مناسب احکام بھی جاری کئے ہیں۔ لیکن جس ملک کی ننانوے فیصد آبادی بدترین اخلاقی کمزوریوں کا شکار ہو۔ جہاں مارشل لاء کے باوجود ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب بدستور ہو رہا ہو۔ وہاں انتخابات کا آزادانہ اور منصفانہ طریقہ سے ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ قانون سے قوم کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اصلاح کے لئے ذہنی انقلاب کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے ابھی تک ہماری قوم میں ذہنی انقلاب کے آثار پیدا نہیں ہوئے اس لئے ہماری رائے میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں سب بے ضابطگیاں ہوں گی۔ اور زیادہ تر وہی لوگ منتخب ہوں گے۔ جن سے ملک کو نجات دلانے کے لئے اکتوبر ۱۹۵۸ء میں انقلاب ہوا تھا۔

آخر میں ہم ایک بار پھر اللہ تعالٰی کے حضور میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اپنی قوم و ملک کی بے لوث خدمت کر سکیں آمین یا الٰہ العالمین۔

سرخ نشان دیکھ کر ہمیں فوراً اپنے ارادہ سے مطلع کریں۔ اگر رسالہ بند کرانا ہو تو بھی مطلع کریں۔ اگر جاری رکھنا ہو تو چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ وی پی میں آپ کو سات آنے کا خسارہ ہوگا۔

دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں

"گُلہائے عقیدت"

از جناب عزیز القاسمی خانیوال

اے کہ تو ہے گُل بداماں اے کہ تو ہے زر فشاں
اے کہ تو ہے بیتِ حکمت اے کہ تو موجِ رواں

اے کہ تو ہے درسگاہ اس شانِ رفتہ کی بہار
اے کہ تو فرخندہ ماضی کا گہر ہے تاب دار

اے کہ تو ہے مرکزِ علمِ "حدیثِ" مصطفیٰؐ
اے کہ تو ہے منبعِ "فیض" رسولِ مجتبیٰؐ

اے کہ تو دنیا میں ہے شمعِ ہدایت بالیقیں
اے کہ تو ہے چشمۂ نورِ بصیرت بالیقیں

آفتابِ علم کا ہے تو درخشاں آفتاب
حبّذا و آفریں اے چشمۂ امّ الکتاب

مادرِ گیتی سے جب ظاہر ہوا تیرا وجود
دیکھتے ہی کانپ اُٹھے وقت کے عاد و ثمود

ابرِ نیساں اس جہاں کے واسطے تیرا وجود
اے کہ تو نے توڑ ڈالا ہے جہالت کا جمود

آفریں اے گلشنِ توحید تجھ کو آفریں
مرحبا صد مرحبا اے موجبِ علم و یقیں

اے کہ نازاں علم ہے تیرے وجودِ پاک پر
آسماں کو رشک ہے اس تیری زندہ خاک پر

اے کہ تو ہے بالیقیں اب چشمۂ علم و ہنر
اے کہ تو ہے پاسبانِ اُمتِ خیر البشرؐ

"عصرِ" حاضر کا "کلیم" تو ہے تو دار العلوم
پھیر دی تو نے عصائے علم سے بادِ سموم

صد ہزاراں آفریں تجھ کو مقامِ دیوبند
عالمِ اسلام کو تو نے کیا ہے ارجمند

آفریں صد آفریں اے چشمۂ دینِ خدا
آفریں اے پاسبانِ سنّتِ خیر الوریٰؐ

"آذرانِ" نو تری گردن جھکا سکتے نہیں
یہ پرستارانِ باطل تاب لا سکتے نہیں

تیرا دم ہے سمِ قاتل "شرک" و "بدعت" کے لیے
تیرا دم اک راہنما ہے راہِ سنّت کے لیے

توڑ ڈالا "سامریِ" وقت کا افسونِ نو
یہ خس و خاشاکِ باطل لے گئی دریا کی رو

کفر و باطل کیا بجھا سکتے ہیں یہ علم چراغ
تا ابد چلتا رہے گا آبِ حیواں کا ایاغ

ہر گھڑی بیدار بینا ہے ترا روشن ضمیر
عالمِ اسلام میں ملتی نہیں جس کی نظیر

تیرا دم ہی ملّتِ بیضا کی ہے ابدی حیات
فیض نے تیرے منوّر کر دیئے ہیں شش جہات

اے کہ تو ہے عرصۂ عالم میں اک عالی مقام
آفریں صد آفریں اے عاشقِ خیر الانامؐ

اے کہ تو ہے زندہ و رخشندہ و تابندہ تر
اے کہ تیرے فیض سے بینا ہوئے قلب و نظر

آفریں اے عظمتِ اسلاف کے زندہ نشاں
آفریں اے سطوتِ اسلام کی روحِ رواں

اے کہ تو ہے ظلمتِ شب میں ضیاءِ اسلام کی
ہے زمیں آغوش تیری آخری پیغام کی

چن کے لایا ہے یہ گلہائے عقیدت قاسمی
مل گیا ہے فیض سے تیرے شعورِ آگہی

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب درواذہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

آج دنیا بھر میں مکی و مدنی اسلام بہترین اور پاکیزہ ترین مذہب ہے

مکی و مدنی کیوں

میں نے مذہب اسلام کا نام مکی و مدنی اس لئے رکھا ہے کہ اسلام کا سنگ بنیاد اس وقت رکھا گیا تھا جبکہ سید الانبیاء شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ تشریف فرما تھے اور اس کی تکمیل مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے دس سال بعد ہوئی ہے۔ جبکہ یہ آیت حجۃ الوداع میں میدان عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو۔ وہ آیت یہ ہے:۔

(حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝) سورۃ المائدہ رکوع ۱۔ پ ۶۔

ترجمہ۔ تم پر مردار اور لہو اور سؤر کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔ مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں۔ آج تمہارے دین سے کافر نا امید ہو گئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے۔ لیکن گناہ پر مائل نہ ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیت پر شیخ الاسلام کے حواشی

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ زندگی کے ہر شعبہ اور علوم ہدایت کے ہر باب کے متعلق اصول و قواعد ایسی طرح ممہّد ہو چکے تھے (یعنی انکی ایسی بنیاد رکھی جا چکی تھی) اور فروع و جزئیات کا بیان بھی اتنی کافی تفصیل اور جامعیت سے کیا جا چکا تھا۔ کہ پیروان اسلام کے لئے قیامت تک قانون الٰہی کے سوا کوئی دوسرا قانون قابل التفات نہیں رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے ہزاروں سے متجاوز خدا پرست جانباز اور سرفروش ہادیوں اور معلموں کی ایسی عظیم الشان جماعت تیار ہو چکی تھی۔ جس کو قرآنی تعلیم کا مجسم نمونہ کہا جا سکتا تھا۔ مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کامل وفاداری کے ساتھ خدا سے عہد و پیمان پورے کر رہے تھے۔ نہایت گندی غذائیں اور مردار کھانے والی قوم مادی اور روحانی طیبات کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو رہی تھی۔ شعائر الٰہیہ کا ادب و احترام قلوب میں راسخ ہو چکا تھا۔ ظنون و اوہام اور انصاب و ازلام کا تار پود بکھر چکا تھا۔ شیطان جزیرۃ العرب کی طرف سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر دیا گیا تھا۔ کہ دوبارہ وہاں اسکی پرستش نہ ہو سکے۔ ان حالات میں ارشاد ہوا اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۝ یعنی آج کفار اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں۔ کہ تم کو تمہارے دین قیم سے ہٹا کر پھر انصاب و ازلام وغیرہ کی طرف لے جائیں۔ یا دین اسلام کو مغلوب کر لینے کی توقعات باندھیں یا احکام دینیہ میں کسی تحریف و تبدیل کی امید قائم کر سکیں۔ آج تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا۔ جس میں کسی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا انعام تم پر پورا ہو چکا۔ جس کے بعد تمہاری جانب سے اس کے ضائع کر دینے کا کوئی اندیشہ نہیں خدا نے ابدی طور پر اسی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ اس لئے اب کسی ناسخ کے آنے کا بھی احتمال نہیں۔ ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اس محسن جلیل اور منعم حقیقی کی ناراضی سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری نجاح و فلاح اور کل سود و زیاں ہے۔ گویا "فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ" میں اس پر متنبہ فرما دیا گیا۔ کہ آئندہ مسلم قوم کو کفار سے اس وقت تک کوئی اندیشہ نہیں۔ جبتک ان میں خشیۃ الٰہی اور تقوٰی کی شان موجود ہے۔

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

شیخ الاسلام کا حاشیہ "یعنی اس کے اخبار و قصص میں پوری سچائی۔ بیان میں پوری تاثیر اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تعمیم اس دین قیم سے کر دی گئی قرآن و سنت نے "حلت" "حرمت" کے متعلق تنصیصاً یا تعلیلاً جو احکام دیئے ان کا اظہار و ایضاح تو ہمیشہ ہوتا رہے گا لیکن اضافہ یا ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں چھوڑی

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبی ؐ تم کو مرحمت فرمایا۔ مزید براں اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی۔ روحانی غذاؤں اور دنیوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا۔ حفاظت قرآن، غلبۂ اسلام

اور اصلاح عالم کے اسباب مہیا فرما دیئے۔

رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے۔ اسلام جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے اسکے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ (تنبیہ) اس آیت اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کا نازل فرمانا منجملہ نعمہائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اس لئے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیرالمؤمنین اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اسکے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ جس روز ہم پر یہ نازل کی گئی۔ مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت ۱۰ھ میں "حجۃ الوداع" کے موقعہ پر عرفہ کے روز "جمعہ" کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ میدان عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیا و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز آپؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا۔ اس میں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ جو مضطر بھوک و پیاس کی شدت سے بیتاب اور لاچار ہو۔ وہ اگر حرام چیز کھا پی کر جان بچائے۔ بشرطیکہ مقدار ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور لذت مقصود نہ ہو "غیر باغٍ ولا عادٍ" تو حق تعالیٰ اس تناول محرم کو اپنی بخشش اور مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ گویا وہ چیز تو حرام ہی رہی۔ مگر اسے کھا پی کر جان بچانے والا خدا کے نزدیک مجرم نہ رہا۔ یہ بھی اتمام نعمت کا ایک شعبہ ہے۔

ظہور اسلام کے بعد دنیا میں اسلام ہی کے بہترین اور پاکیزہ ترین مذہب ہونیکے دلائل

پہلی دلیل

دنیا کے تمام مذاہب میں مذہب کا سنگ بنیاد خدا تعالےٰ کے تصور پر ہے۔ اگرچہ مختلف زبانوں میں اس پاک ذات کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں اسے اللہ (تعالیٰ) کہا جاتا ہے اور فارسی زبان میں خدا کہا جاتا ہے۔ اور ہندوستان کے ہندو اسے پرمیشر اور پرماتما کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور انگریزی زبان میں اسے گاڈ کہا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دنیا میں سینکڑوں زبانیں ہیں اور ہر زبان کے بولنے والے اسے اپنی زبان کے نام سے یاد کرتے ہیں

اللہ تعالےٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی مثال

میری سابقہ دلیل کے مطالعہ کرنیوالوں کے دل میں شاید یہ خیال آئے کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ دنیا میں تمام مذاہب اللہ کی ہستی کے قائل ہیں۔ حالانکہ دنیا میں بعض انسان ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ میں اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہوئے عرض کرونگا۔ اگر آپ میری پیش کردہ مثال کو غور سے سنیں گے تو یہ شبہ بفضلہ تعالیٰ یقیناً دل سے رفع ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو دو آنکھیں دے رکھی ہیں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ تو کیا اس شخص پر کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بھائی ہم نے تو بعض اوقات ایسے انسان بھی دیکھے جو بالکل اندھے ہوتے ہیں تو پہلا شخص یہ جواب دے گا کہ بھائی صاحب تمہارا یہ کہنا ٹھیک ہے۔ مگر جب کبھی کوئی انسان کوئی قاعدہ کلیہ استعمال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسانوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ اگر انسانوں میں کوئی شاذ و نادر اس کے خلاف نظر آئے تو اس سے قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ یاد رکھو کہ ہر قاعدہ کلیہ میں کوئی نہ کوئی استثناء ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہر انسان سنتا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں بہرہ کوئی نہیں۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہر انسان اپنی دو ٹانگوں پر چلتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں اپاہج (دونوں ٹانگوں سے شل ہونے والا) کوئی نہیں

بعینہٖ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دنیا کی تمام اقوام اپنے ہاں اپنی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کا نام لیتی ہیں اور اسی نام سے اسے پہچانتی ہیں اور اسی نام سے اسے پکارتی ہیں تو ایسے موقعہ پر ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کے منکر ہیں۔ یہی خطاب دیا جائے گا۔ جیسے انسانوں میں بعض اندھے یا انسانوں میں بعض بہرے اور انسانوں میں بعض اپاہج بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے وہ قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

لہذا

ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تمام اقوام خدا تعالےٰ کو جانتی اور پہچانتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق پاکیزہ ترین تصور فقط مذہب اسلام ہی کا ہے

اسلام کا پیش کردہ تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی کسی بھی شکل میں متشکل (یعنے اپنی مخلوقات کے بھیس میں) ظاہر نہیں ہوتا اسی لئے قرآن مجید میں اعلان آیا ہے۔ (لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ) سورۃ الشوریٰ ع ۲۔ ترجمہ۔ کوئی چیز اسکی مثل نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین انبیاء علیہم السلام کی امتوں کا گمراہ ہونا

ایک لاکھ تئیس ہزار امتوں میں سے قریب ترین دو امتیں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امتیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت جبکہ بحیرہ قلزم سے پار ہو کر اور فرعون کے پنجہ سے نجات پاتی ہیں۔ تو حضرت موسےٰ علیہ السلام سے درخواست کرتی ہیں۔ (وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ ج قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ ط قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۶ پ ۹۔ ترجمہ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا تو ایک ایسی قوم پر پہنچے جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے۔ کہا اے موسیٰ ہمیں بھی ایک ایسا معبود بنا دے۔ جیسے ان کے معبود ہیں۔ فرمایا بے شک تم لوگ جاہل ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں اس فرمائش پر ڈانٹتے ہیں۔

(قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰـھًا وَّ ھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پ ۹۔ ترجمہ (موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا۔ کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے اور معبود بنا دُوں۔ حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانیکے بعد

پھر اپنی ہوس اس طرح پوری کرتے ہیں کہ سونے چاندی کا بچھڑا بنا کر اسے خدا بنا کر پوج رہے ہیں۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ حُلِیِّھِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّـہٗ خُوَارٌ ط اَلَمْ یَرَوْا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُھُمْ وَلَا یَھْدِیْھِمْ سَبِیْلًا م اِتَّخَذُوْہُ وَکَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ٥) سورۃ الاعراف ع ۱۸۔ پ ۹۔ ترجمہ۔ اور موسےؑ کی قوم نے اس کے (کوہ طور پر) جانے کے بعد اپنے زیوروں سے بچھڑا بنا لیا۔ وہ ایک جسم تھا۔ جس میں گائے کی آواز تھی۔ کیا۔ انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی راہ بتاتا ہے۔ اسے معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آکر انہیں ڈانٹتے ہیں

(وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِہٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّکُمْ وَ اَلْقَی الْاَلْوَاحَ) (سورۃ الاعراف ع ۱۸۔ پ ۹۔ ترجمہ اور جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے واپس آئے۔ تو فرمایا تم نے یہ میرے بعد بڑی نا معقول حرکت کی۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کر لی اور غصہ میں آ کر توراۃ کی جو تختیاں لائے تھے وہ پھینک دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کا آپ کے بعد مسئلہ توحید باری تعالیٰ میں ٹھوکر کھانا

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت نے آپ کے انتقال کے بعد تیسری مرتبہ ٹھوکر کھائی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے۔

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ یُضَاھِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ٥ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰـھًا وَّاحِدًا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥ سورۃ التوبہ ع ۵ پ ۱۰۔ اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے مُنہ کی باتیں ہیں۔ ان ہی کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں۔ جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کہ یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے۔

یعنی

جو ایک رب العالمین ہے۔ اس کا تعلق ہونا چاہیئے تھا۔ وہ تعلق انقیاد و تابعداری کا اپنے وقت کے علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے قائم کر رکھا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالےٰ کا فرمان معلوم ہونے کے بعد پھر دنیا بھر میں کسی کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ تاکہ فقط اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اور کوئی راضی ہو یا نہ۔ اسی طرح جو کچھ ان کے علماء کرام یا صوفیائے عظام کے منہ سے نکل جاتے اسی کو پلے باندھ لیتا ہے اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ خواہ اس وقت کی توراۃ کے خلاف ہو۔ اگرچہ توراۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب تھی۔ مگر علماء کرام کے فتاوے اور صوفیائے کے ارشاد کے موافق چلنا اپنا فرض عین خیال کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا مسئلہ توحید میں ایک اور ٹھوکر کھانا

ایک حدیث شریف کی شہادت

(لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

لعنت کا سبب

یہ ہے کہ سجدہ فقط ایک محبوب حقیقی اللہ تعالےٰ ہی کو کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ) الآیہ۔ سورہ حٰمٓ السجدہ پ ۲۴ ترجمہ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے سورج اور چاند بنائے ہیں۔

نتیجہ

اس ارشاد باری تعالیٰ سے نتیجہ یہ نکلا کہ سجدہ کا مستحق فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ جسنے اپنے فضل اور کرم سے سورج اور چاند کو یہ نور عطا فرمایا۔ اگرچہ یہ دونوں بظاہر یہ فیاض عالم نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کا فیض (ضیا پاشی) ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ خداداد ہے۔ لہٰذا اصلی سجدہ اور شکریہ کا مستحق وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے ان دونوں (سورج اور چاند) کو فیض عطا فرمایا۔

ہستی دنیا تک ایک عجیب قانون

نکل آیا کہ دنیا میں کوئی شخص خواہ کتنا ہی فیضرساں ہو کہ اس کے فیض عام سے لاکھوں بلکہ کروڑوں نے فیض پایا ہو۔ اور گمراہی کے راستہ سے ہٹ کر صراط مستقیم پر چل نکلے ہوں۔ پھر بھی انہیں دنیا کی زندگی میں سجدہ کیا جائے اور نہ ہی وفات کے بعد انکی قبروں پر سجدہ کیا جائے۔ ورنہ نعوذ باللہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے سے اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے سخت ناراض ہوا ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام کی قبروں پر سجدہ کرنے کا بھی وہی نتیجہ نکلے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اولیائے کرام کا ادب

یہ ہے کہ ان حضرات کے تعلیم کردہ مسلک پر چلا جائے۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے جو طریقے وہ فرما گئے ہوں یا جو طریقے وہ حضرات سکھا گئے ہوں۔ ان پر عمل کیا جائے اور مرتے دم تک ان چیزوں پر عمل جاری رکھا جائے۔ تاکہ ان وظائف کے پڑھنے اور ان طریقوں پر چلنے کا ثواب ان حضرات کو بھی پہنچتا رہے۔ اسلام میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔ (اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ) ترجمہ۔ نیکی کی رہنمائی کرنے والے کو وہی ثواب ملتا ہے جو نیکی کرنے والوں کو ملتا ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے ارشادات

کو عملی جامہ تا دم زیست پہنانے کی توفیق عطا فرمائیے تاکہ قیامت کے دن ہمیں انکے متبع ہونے کے لحاظ سے اکٹھا کر کے اٹھائیے اور ان کی معیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچائیے۔ اللہم اجعلنا منہم

الحمد للہ ثم الحمد للہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور ان کے تابعین اور تبع تابعین حضرات اس گناہ سے یقیناً محفوظ رہے ہیں۔ ان حضرات نے کبھی بھی قرآن مجید کے ارشاد صریح کے مقابلہ میں کسی دوسرے شخص کی رائے کو ترجیح نہیں دی۔ اللہم اجعلنا من اتباعہم

ہاں یہ ہوتا رہا ہے

کہ اگر کسی معاملہ میں قرآن مجید کی کوئی نص صریح نہ ہو اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس چیز کے متعلق کوئی فیصلہ کن چیز نظر نہ آئے تو پھر اپنے سے کسی بڑے جید عالم سے دریافت کر کے عمل کر لیا جائے اس شرط پر کہ اگر خدا نخواستہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ فیصلہ کتاب و سنۃ کے خلاف تھا تو اس فیصلہ کو نظر انداز کر کے کتاب و سنۃ کے فیصلہ پر عمل کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حق پرست کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہو سکتا۔

اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں

کہ آج تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے (ما انا علیہ واصحابی) ترجمہ۔ بہشت میں جانے والی وہ جماعت ہوگی۔ جس کا طریق کار دنیا میں وہ رہا ہو جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔ اللہم اجعلنا منہم۔

قیامت تک رہیگی

انشاء اللہ تعالےٰ حضورؐ کی امت میں اس قسم کی جماعت ہمیشہ رہیگی اور جب یہ جماعت نہ رہیگی تو اس وقت قیامت آجائے گی۔

اس کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت تب آئے گی۔ جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی بھی نہیں رہے گا۔

اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہو گیا

کہ قیامت تک توحید کا نور فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی برکت سے رہے گا۔

حاصل یہ نکلا

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے خود اپنے پیغمبر ہی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق دو مرتبہ ٹھوکر کھائی ہے کہ اس ذات پاک کے سوا مخلوق خدا کو خدا بنانا چاہتی ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا واسطہ امت (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے کبھی ایسی ٹھوکر نہیں کھائی۔ لہذا یہ چیز یقیناً دلیل سے ثابت ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ کے صحابہ کرام کو جو بصیرت اللہ تعالیٰ کی پہچان کے متعلق حاصل ہوئی تھی۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو توحید باری تعالیٰ کا وہ نور دلوں میں عطا فرمائے جو صحابہ کرامؓ کو حاصل ہوا تھا۔ اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی مخلوق کو اس کی ذات پاک کا مظہر بنا کر خدا تعالیٰ کی طرح اس کی عبادت کرنے نہ لگ جائیں آمین یا الہ العالمین۔

ایک سخت خطرناک اور وحشتناک پیشینگوئی

برادران اسلام۔ ذرا غور سے سنئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں اپنی امت کے متعلق سخت خطرناک پیشینگوئی کی۔ ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ضرور میری امت پر بھی ایک ایسا دور آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جوتی کے ایک تلے کے برابر (جس طرح) دوسرا تلہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا۔ البتہ میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو ایسا کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر۷۲ جماعتوں میں بٹے تھے اور میری امت تہتر۷۳ فرقوں میں بٹیگی سوائے ایک جماعت کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ آپؐ کی امت میں تہتر۷۳ فرقے ہوں گے۔ بہتر تو ویسے گمراہ ہوں گے۔ جیسے کہ یہود ونصاریٰ میں بہتر فرقے گمراہ تھے اور مسلمانوں کے وہ بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ آپ کی امت میں سے بہشت میں جائے گا اور وہ ہوگا جو رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیگا۔ اللہم اجعلنا منہم

یہ فرقے تو خیر القرون کے بعد پیدا ہونگے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام امتوں پر صحابہ کرامؓ کی فوقیت کا اعلان اس کا ثبوت

(کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۱۱۔ پ ۴ ترجمہ۔ تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایمان دار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں سے قیامت تک توحید خداوندی کی حفاظت کا تمغہ فقط رسول اللہؐ

کی امت کو نصیب ہوا۔

اور

امت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف اس فرقہ کی برکت سے نصیب ہوا جو (ما انا علیہ واصحابی) والے حضرات ہوں گے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

موجودہ دور میں اسلام کے بہترین اور پاکیزہ ترین ہونے کی دوسری دلیل

گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں نے اپنے وقت کے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ یا ان کے ارشادات کی تعمیل سے انکار کرتے تھے۔

جھٹلانے کا ثبوت

نمبرا

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ۝ سورۃ ق ع ا ترجمہ اور ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدہ عذاب ثابت ہوا۔

نمبر ۲

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ سورہ یس ع ۲ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس پر انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝ سورۃ المائدہ ع ۴ پ ۶۔ ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام (کی قوم) نے کہا۔ اے موسیٰ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک کہ وہ (دشمن) اس شہر میں ہیں سو تو اور تیرا رب جائیے اور تم لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ کی امت کی اطاعت اور جرأت اور جان قربان کرنے کا جذبہ ملاحظہ ہو

بدر کی جنگ بلا ارادہ اور بلا تیاری کے سوا لڑنی پڑی

تمام اقوام میں یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ جب دشمن اعلان جنگ کر دے تو پھر اس کو ہر ممکن نقصان پہنچانا جائز سمجھا جاتا ہے تاکہ وہ کمزور ہو جائے اور لڑائی سے باز آ جائے

صحابہ کرام رض کے متعلق ایک عجیب شہادت

قرآن مجید کی دوسری سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع ہی میں صحابہ کرام رض کی صفات حمیدہ بیان فرمائی ہیں۔ (المتقین۔ ایمان بالغیب (بن دیکھے اللہ تعالےٰ پر اور اسکے رسول کے ارشاد کو مان لینا) اقامۃ صلوٰۃ (یعنی ہر طرح کی پوری پابندی سے نماز ادا کرنا) انفاق فی سبیل اللہ (اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا) صحابہ کرام کا قرآن مجید اور اس سے پہلی تمام نازل شدہ کتابوں (مثلاً توراۃ انجیل۔ زبور وغیرہ) پر ایمان لانا۔ اور آخرۃ (یعنی قیامت) پر ایمان لانا۔

مذکورۃ الصدر صفات

کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دو تمغے عطا فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام ہدایت یافتہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى۔ ترجمہ۔ یہ لوگ راہ راست پر ہیں) اور یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک پیغمبر کی امت کیلئے اور کون سی کامیابی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے دنیا میں رہتے ہوئے بھی راضی ہے۔ اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچنے کی خوشخبری انہیں دنیا ہی میں دی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

یہودیوں پر لعنت کا اعلان

موسیٰ علیہ السلام کی امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا اعلان ملاحظہ ہو وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ الایہ سورۃ المائدہ ع ۹ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور یہود کہتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر کفر کا اعلان

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا بیشک اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا ہے۔ اے بنی اسرائیل اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ

میرے مذکورۃ الصدر بیان سے یہ چیز ثابت ہو گئی کہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امت نصیب ہوئی ہے۔ وہ کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی اور اس خوش نصیب امت کو جو پیغمبر نصیب ہوا ہے۔ اس پایہ کا پیغمبر بھی کسی امت کو نصیب نہیں ہوا۔ میرے اس اعلان کی شہادتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملاحظہ ہوں۔

اس امت کو جو پیغمبر نصیب ہوا ہے۔ اس شان کا پیغمبر کسی امت کو نصیب نہیں ہوا۔

اس دعویٰ کی شہادتیں۔ پہلی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اور میں (وہ ہوں گا) جس سے سب سے پہلے قبر کھلے گی (اور باہر آؤں گا) اور سب سے پہلے (میں) شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور (میں وہ ہوں گا جس کی) سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائیگی)

دوسری شہادت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ انس رض سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے تابعدار قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جو بہشت کے دروازہ کو (کھولنے کیلئے) کھٹکھٹاؤں گا۔

تیسری شہادت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِي بَابَ الْجَنَّةِ

فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ ۔ (رواہ مسلم) — ترجمہ ۔ انسؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر جاؤں گا ۔ پھر (دروازہ) کھولنے کے لئے کہوں گا پھر خازن (بہشت کا دربان) کہے گا تم کون ہو پھر میں کہوں گا ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر وہ دربان کہے گا ۔ مجھے تیرے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ تجھ سے پہلے کسی کے لئے بہشت کا دروازہ نہ کھولوں ۔

تینوں شہادتیں بذریعہ وحی

کے ثابت ہیں ۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا قرآن مجید میں اعلان ہے ۔ (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝) سورۃ النجم پ ۲۷ ترجمہ ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے (جو کہتا ہے) یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے ۔

البتہ اتنا فرق ہے

قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر دو آیتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے جو کچھ بھی برآمد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوتا ہے

ہاں یہ فرق

ہے کہ اگر معانی پر الفاظ کا جامہ چڑھا کر اللہ تعالیٰ بھجواتے تو اسے وحی جلی یا قرآن مجید کہا جاتا ہے اور اگر حضور انورؐ کے دل پر معانی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو ۔ اور الفاظ کا جامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنائیں تو وہ وحی خفی یا حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے ۔ در اصل دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصورت وحی آتی ہیں ۔

لہٰذا یہ کہنا

بالکل ٹھیک ہے جس طرح کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سید الانبیاء ہیں حضور انور قرب الی اللہ میں ۔ سب سے بلند مقام پر ہیں

علیٰ ہٰذا القیاس آپ کی اُمت

کا درجہ قرب الی اللہ میں تمام امتوں میں بلند تر ہے ۔

اس کا ثبوت

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِیْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَیْرُهَا وَ اَکْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى (رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی وقال الترمذی ہذا) حدیث حسن

ترجمہ ۔ بہز بن حکیم سے روایت ہے ۔ وہ اپنے باپ سے اور ان کا باپ بہز کے دادا سے یعنی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے ۔ تحقیق بہز کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ کے متعلق فرمایا کہ تم (اے امت نبی آخر الزمان) ستر امتوں میں سے آخری امت ہو (یعنی تم سے ستر امتوں کی تعداد ختم ہوئی ہے) تم ان (ستر امتوں) میں سے سب سے بہتر ہو ۔ اور ان ستر امتوں میں تمہارا سب سے عزت میں بلند مرتبہ ہے

حاصل

اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ آپ کی اُمت جیسی امت بھی آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی ۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اُمت محمدیہ کے اجمالی فضائل

پہلی فضیلت

قیامت تک آسمانی کتاب (قرآن مجید) فقط اس امت کی برکت سے دنیا میں محفوظ رہیگی ۔ اس کے سوا کوئی آسمانی کتاب دنیا میں نہیں پائی جائے گی ۔

دوسری فضیلت

توحید خداوندی کا خالص نور جو کتاب اللہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے ۔ وہ بھی دنیا کی سطح پر فقط اسی اُمت کی برکت سے باقی رہے گا ۔

تیسری فضیلت

سوائے امت محمدیہ کے کسی امت کے پاس اپنے پیغمبر کا مکمل طرز عمل ۔ جس کو دین کی اصطلاح میں سنت پیغمبر کہا جاتا ہے سوائے مسلمانوں کے کسی امت کے ہاں وہ یعنی سنت نبوی نہیں پائی جائے گی ۔

چوتھی فضیلت

ہر شعبہ حیات میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل راہ نمائی حاصل کرنا چاہے تو سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی ۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

دُعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

آمین یا الٰہ العالمین

ایک خاموش مجاہد اور مبلغ اسلام کی وفات

مولینا ابو النذیر صاحب مظفر نگری کی وفات کی خبر علمی اور دینی حلقوں میں بڑے افسوس کے ساتھ سنی جائے گی ۔ آپ نے شرک و بدعت کے رد میں "رد باطل"، "اسلام کا آئینہ"، "علم غیب"، امداد از اموات جیسی معرکہ آرا کتابیں لکھی ہیں ۔ مولانا موصوف سرگرم مبلغ اور ایک سچے خادم دین تھے ۔ آپ نے ۱۲ نومبر کو انتقال فرمایا ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ۔ آمین ؂

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

امیر انجمن توحیدی جماعت خیرانی مسجد نوآباد ۔ کراچی

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

باطن کی بصیرت حاصل کرنے کا طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

عرض یہ ہے کہ ہر اجتماع میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے ہر اجتماع میں کچھ تمہیدی کلمات عرض کرنے پڑتے ہیں۔ یہ اجتماع اس لئے ہوتا ہے کہ ہمارا ظاہر اور باطن دونوں درست ہو جائیں۔ یہ تو تمہید تھی۔ اب میں اصل چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔

بینائی کی دو قسمیں

بینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ظاہری بینائی جو ان دو آنکھوں میں ہے۔ یہ بینائی تو اللہ تعالےٰ نے ہر فرد بشر کو دے رکھی ہے۔ کافر، مشرک، اور مومن سب کو دی ہوئی ہے۔ ۲۔ باطن کی بینائی جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں فرمایا ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ہ (سورۃ الحج ع ۶۔ پ ۱۷)
ترجمہ۔ پس تحقیق بات یہ ہے۔ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

صحت کی قسمیں

جس طرح بینائی کی دو قسمیں ہیں۔ اسی طرح صحت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ صحت جسمانی۔ ۲۔ صحت روحانی۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ مقبول ہوگا۔ جس کی صحت روحانی درست ہوگی۔ اللہ ھُو کے پاک نام کی برکت سے صحت روحانی کے درست ہونے کا پتہ خود بخود لگتا ہے۔

صحت روحانی کا پتہ

عوام تو بجائے خود رہے۔ صحت روحانی کے درست ہونے کا پتہ علمائے کرام کو بھی نہیں ہوتا۔ آپ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے میں کہا کرتا ہوں کہ علماء کرام جہاں چودہ سال پڑھنے کے بعد پہنچے ہیں۔ آپ چودہ سال پڑھنے کے بعد وہاں پہنچیں گے۔ جہاں ان کا جوتا پہنچا ہوا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہ کر تربیت کرانے کے بعد صحت روحانی کے درست ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

صحت روحانی

جس طرح صحت جسمانی بد پرہیزی کرنے سے بگڑ جاتی ہے۔ اسی طرح صحت روحانی بھی بگڑ جاتی ہے۔ جب صحت جسمانی بگڑ جاتی ہے تو طبیب حاذق سمجھتا ہے کہ میں نے فلاں بد پرہیزی کی تھی۔ اس لئے صحت جسمانی بگڑ گئی۔ وہ اس کا علاج بھی جانتا ہے۔ علاج کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحت جسمانی بحال ہو جاتی ہے۔ عوام نہ صحت جسمانی کے بگڑنے کا سبب معلوم کر سکتے ہیں۔ اور نہ علاج کر سکتے ہیں۔ ان کو طبیب حاذق کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح شیخ کامل سمجھتا ہے کہ فلاں بد پرہیزی کی تھی۔ جس سے صحت روحانی بگڑ گئی ہے وہ اس کا علاج بھی کر سکتا ہے۔ عوام کو نہ صحت روحانی کے بگڑنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ بگڑنے کے بعد وہ علاج کر سکتے ہیں۔ ان کو کسی شیخ کامل کے پاس جانا پڑتا ہے۔

اللہ ھُو

کے پاک نام کی برکت سے صحت روحانی کے بگڑنے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ شیخ کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ تک تربیت کرائی جائے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ انسان یا خود بینا ہو اور اگر خود اندھا ہے تو کسی بینا کے ہاتھ میں لاٹھی دیدے تو منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر خود اندھا ہو اور کسی بینا کے ہاتھ میں لاٹھی بھی نہ دے۔ تو کسی کنوئیں یا گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔ ادھر بھی یہی ہے۔ یا انسان خود باطن کا بینا ہو یا کسی باطن کے بینا کے ہاتھ میں ہاتھ دیدے۔ جو کام کرے اس سے پوچھ کر کرے تو گمراہی سے بچ جائے گا۔ مثلاً حرام کھانے سے ذکر کی لذت سلب ہو گئی۔ عوام اس کا سبب معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ کسی کامل کے پاس جا کر اس سے دریافت کریں گے تو وہ سبب بتلائے گا اور علاج بھی تجویز کرے گا۔

مہلک امراض

جس طرح بعض جسمانی بیماریاں مہلک ہوتی ہیں۔ وہ پیغام موت ہی لاتی ہیں دق اور سل مہلک بیماریاں ہیں۔ ان کا کوئی علاج نہیں۔ نہ ڈاکٹروں کے پاس اور نہ اطباء کے پاس۔ اسی طرح بعض روحانی بیماریاں بھی مہلک ہوتی ہیں۔ کفر، شرک اور نفاق اعتقادی مہلک روحانی بیماریاں ہیں۔ اگر مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو یہ ابدالآباد کے لئے جہنم میں پہنچائیں گی۔

صحت روحانی کی بحالی

ایک طرف طالب خود اللہ اللہ کرے گا اور دوسری طرف کامل توجہ کرے گا۔ انشاء اللہ اس طرح صحت روحانی جلد بحال ہو جائے گی۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ جیسے ایک گاڑی کو دو انجن لگا دیئے جائیں تو وہ گاڑی یقیناً زیادہ تیز چلے گی۔ اسی طرح جو شیخ کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہتے ہیں۔ ان کی اصلاح باطن جلد ہو جاتی ہے۔ جس طرح وراثت کا سلسلہ ابًا عن جدٍّ چلتا ہے۔ اسی طرح یہ روحانی تربیت کا سلسلہ بھی ابًا عن جدٍّ آ رہا ہے۔ یہ چار سلسلے ہیں۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ چشتی اور قادری۔ سب کا مقصد وصول الی اللہ ہے۔ اگرچہ ہر ایک کا طریق کار علیحدہ علیحدہ ہے۔

نفس کا غلبہ

عام طور پر انسانوں پر نفس غالب ہے کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

نفس ما ہم کم تر از فرعون نیست
لیک اورا عون مارا عون نیست

جب کامل اللہ ھُو کا پاک نام سکھلا

ہے تو نفس مغلوب ہو جاتا ہے۔ کامل نایاب نہیں۔ لیکن کمیاب ضرور ہیں۔ دس لاکھ کی آبادی میں اوسطاً ایک بھی کامل نہیں۔ وہ اتنے کمیاب ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی صحت روحانی بحال کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔ صحت روحانی کی بحالی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا اللہ تعالےٰ سے جو تعلق ہے اس میں خلل نہ آنے پائے

حرام کھانے سے

اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ لاہوری اکثر حرام کھاتے ہیں۔ لاہور میں چاول۔ کھانڈ۔ آٹا۔ گھی۔ وغیرہ اکثر چیزیں حرام کی ہوتی ہیں۔ لاہوریوں سے ان چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر کیا جائے تو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے پیسے تو حلال کے ہیں۔ یاد رکھو حلال کے پیسوں سے حرام کھاؤ گے تو وہ حلال نہ ہو جائے گا۔ حلال کے پیسوں سے خنزیر کا گوشت خرید کر لاؤ گے تو کیا وہ حلال ہو جائیگا؟ دیہات میں اتنا حرام نہیں ہوتا۔ جتنا یہاں ہوتا ہے۔ اشیائے خوردنی اور نوشیدنی کے علاوہ لباس اور مکان بھی حرام کے ہوتے ہیں۔ حرام کھانے سے قبر بہشت کا باغ نہ بنے گی۔ بلکہ جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔

شیخ کامل

کامل ہو اور طالب صادق ہو اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو صحت روحانی بحال ہو جاتی ہے۔ طالب صادق وہ ہے۔ جس کا شیخ کامل کے قلب سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کے ذریعہ تعلق ہو۔ اس طرح تعلق رکھنے سے شیخ کامل کا عکس آتا ہے۔ اسی کا نام فیض ہے۔

میرے دو مربّی ہیں۔ میں نے سوائے اپنے مربیّوں کے کسی کے کہنے پر کبھی اپنے سفر کا پروگرام نہیں بدلا۔ لیکن حضرت امروٹیؒ جب یہ فرما دیتے بیٹا! آج تم میرے لئے رہ جاؤ۔ تو پروگرام گیا۔ اسی طرح حضرت دین پوریؒ

از جناب محمد شفیع عمر اللہ بن بھٹہ ★

اللہ کا حُکم مانو

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں (فاتحہ۔۱) جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے (الشوریٰ ۱۱)۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں (الشوریٰ ۱۲) اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔ روزی کشادہ کرتا ہے جسکی چاہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ (الشوریٰ ۱۲) اور تمہارا معبود ایک (اللہ) ہی ہے (البقرہ ۱۶۲) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے (الزمر ۶۲) اسی کا کام پیدا کرنا اور حکم فرمانا ہے۔ اللہ بڑی برکت والا ہے اور سارے جہان کا رب ہے۔ (الاعراف ۵۴)

اور ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ ہی کی گواہی کافی ہے۔ جس نے رسول کا حکم مانا۔ اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ النساء ۷۹۔ ۸۰۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں چاہیئے۔ اللہ اور اس کے رسول کا ہر حکم مانیں۔

۱۔ اللہ اور رسول کا حُکم

(۱) وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۱۸۶ ع ۳۔ پ ۲)۔ ترجمہ۔ اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا کہ ہر دعا مانگنے والے کی دعا میں قبول فرماتا ہوں اور نیز فرما دیا۔

(۱) میرا حکم مانو۔

(۲) مجھ پر ایمان لاؤ۔

حکم ماننے اور ایمان لانے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

ہدایت یافتہ ایمان کے شیدائی ہوتے ہیں۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ (الحجرات آیت ۷) ترجمہ۔ لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے۔ اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ہدایت یافتہ لوگوں کا دستور العمل قرآن مجید ہے جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (النمل آیت ۷۷۔ ع ۶۔ پ ۲۰)۔ ترجمہ۔ بیشک وہ (قرآن) ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

---

۴ جب اجازت طلب کرنے پر فقط ہوں ہوں فرما دیتے تو میرا سارا پروگرام ختم ہو جاتا۔ یہ ہے ادب ؎

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

ماہر فن

میں کمال حاصل کرنے کے لئے اس فن کے کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باطن کی بینائی بھی اسی طرح حاصل ہوتی ہے۔ باطن کے بینا کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے سے یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ ظاہری آنکھیں تو اللہ تعالےٰ نے کافروں کو بھی دے رکھی ہیں۔ لیکن باطن کی آنکھیں مسلمانوں میں بھی لاکھوں میں سے اوسطاً ایک کو بھی نصیب نہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو باطن کی آنکھیں عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ (الانفال آیت ۲۴-ع ۳-پ ۹)

ترجمہ- اے ایمان والو- اللہ اور رسول کا حکم مانو- جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے- اور بے شک تم اسی کی طرف جمع کئے جاؤگے-

حضرت شاہ عبدالقادر رح فرماتے ہیں یعنی حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو- شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے- دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ اوّل کسی کے دل کو روکتا نہیں اور مُہر نہیں کرتا- جب بندہ کاہلی کرے تو اس کی جزا میں روک دیتا ہے- یا ضد کرے- حق پرستی نہ کرے تو مُہر کر دیتا ہے-

حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح فرماتے ہیں یعنی خدا و رسول ؐ تم کو جس کام کی طرف دعوت دیتے ہیں- (مثلاً جہاد وغیرہ) اس میں ازسرتاپا تمہاری بھلائی ہے- ان لوگوں کا دعوتی پیغام تمہارے لئے دُنیا میں عزت و اطمینان کی زندگی اور آخرت میں حیات ابدی کا پیغام ہے پس مومنین کی شان یہ ہے کہ خدا و رسول ؐ کی پکار پر فوراً لبیک کہیں- جس وقت اور جدھر بلائیں سب اشغال چھوڑ کر اُدھر ہی پہنچیں-

(۳) فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ (ھود- آیت ۱۴- ع ۲- پ ۱۲)- ترجمہ پھر اگر تمہارا کہنا پورا نہ کریں- تو جان لو کہ قرآن اللہ کے علم سے نازل کیا گیا ہے- اور یہ بھی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں- پس کیا تم فرمانبرداری کرنے والے ہو-

ہمیں چاہیئے کہ مذکورہ حکم سے سبق حاصل کریں اور قرآن کریم کے احکام کو اپنی چار روزہ زندگی کا دستورالعمل بنا لیں- زندگی کا حقیقی لطف آقا کی حکمبرداری میں ہی ہے-

۲- خواہشات کے بندے

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو نہیں مانتے- وہ اپنی ذاتی خواہشات کے غلام ہیں- ایسے ظالم ہدایت سے کورے ہیں- فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (القصص آیت ۵۰ ع ۵- پ ۲۰-) ترجمہ- پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا- جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو- بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا-

حق تو یہ تھا کہ وہ قرآن کریم کے تابع ہو جاتے- مگر انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی- محض اپنے توہمات اور خواہشات پر چل پڑے- راہ راست سے بھٹک گئے یہ کتنا بڑا ظلم ہے-

۳- صریح گمراہ

وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (الاحقاف- آیت ۳۲- ع ۴- پ ۲۶) —

ترجمہ- اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا- تو وہ زمین میں اسے عاجز نہیں کر سکیگا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا- یہی لوگ صریح گمراہ ہیں- اگر قرآن کریم کی تعلیم پر نہ چلے گا تو اپنا آپ ہی بگاڑے گا- بے یار و مددگار ہوگا- گمراہ رہے گا اور سخت عذاب میں گرفتار ہوگا-

۴- قیامت کے روز کی باز پُرس

(۱) فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۝ (الاعراف آیت ۶)

ترجمہ- پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے- جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے- اور ان پیغمبروں سے ضرور پوچھینگے-

"جن امتوں کی طرف پیغمبر مبعوث ہوئے ان سے سوال ہوگا- مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ (تم نے ہمارے پیغمبروں کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا تھا؟) اور خود پیغمبروں سے پوچھیں گے مَاذَا أُجِبْتُمْ (تم کو امت کی طرف سے کیا جواب ملا تھا) (حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی رح)

اب اندازہ لگاؤ کہ اس وقت ہماری حالت کیا ہوگی- جب قیامت کے دن سرکار دو عالم دربار خداوندی میں فریاد کریں گے کہ باوجود فریضۂ تبلیغ ادا کرنیکے میری قوم نے قرآن کے دستورالعمل سے پہلو تہی کی تھی-

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝ (الفرقان آیت ۳۰- ع ۳- پ ۱۹) ترجمہ- اے میرے رب- بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا-

پھر اس دن سوائے اقرار اور ندامت کے اور کچھ نہ ہو سکے گا- نہ کوئی یار و مددگار نہ ہوگا— "اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا- کہے گا- اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا- ہائے میری شامت- کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا" (الفرقان آیت ۲۸)

۵- بھلائی کے حقدار اور عذاب کے مستحق

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ (الرعد آیت ۱۸- ع ۲- پ ۱۳-) ترجمہ- اور جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے واسطے بھلائی ہے- اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا- اگر انکے پاس سارا جو کچھ زمین میں ہے اور اس کے بعد اتنا ہی اور ہو تو سب جرمانہ میں دینا قبول کریں گے- ان لوگوں کے لئے بُرا حساب ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے-

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں- جو لوگ دعوتِ حق کو تسلیم کریں گے- وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے نیکی پائیں گے اور انکار کرنے والے عذاب الٰہی میں مبتلا کئے جائیں گے- اگر ان کے پاس ساری زمین کی دولت بلکہ اس سے دگنی بھی ہوتی تو بھی فدیہ دے کر جان چھڑانے کے لئے تیار ہوتے

اے غافل غفلت کے پردے چاک کر ڈال اور ہوش میں آ اور احکام الٰہی کا فرمانبردار بن جا

بلبلاں وقت گل آمد کہ بنالند از شوق
نہ کم از بلبل مستی تو بنال اے ہشیار

خبرت ہست کہ مرغانِ چمن می گویند
کا خر اے خفتہ سر از بالشِ غفلت بردار

ہر کہ امروز نہ بیند اثرِ قدرت او
غالب آنست کہ فرداش نہ بیند دیدار
(حضرت سعدی از قصائدِ فارسیہ)

۶۔ رب کا حکم ماننے والوں کے اوصاف

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (الشوریٰ آیت ۳۸۔ ع ۴۔ پ ۲۵) —

ترجمہ۔ اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا کرتے ہیں

پہلی صفت۔ اللہ کا حکم ماننے والے ہیں۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاتا ہے تو فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ جب کسی دینی کام کی طرف بلایا جاتا ہے تو سب کام چھوڑ کر حاضر ہو جاتے ہیں۔

اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ حضرت رسول کریمؐ کا اتباع کرتے ہیں۔ اوامر کو بجا لاتے ہیں اور نواہی سے بچتے ہیں۔ (ابن کثیرؒ)

دوسری صفت پابند صلوٰۃ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق ٹھیک رکھتے ہیں۔ باقاعدہ پنجگانہ نماز سب ارکان بجا لا کر وقت مقررہ پر مسجد میں حاضر ہو کر با جماعت پڑھتے ہیں۔ حقوق اللہ کا خیال رکھتے ہیں۔

تیسری صفت۔ مشورہ سے کام کرنا۔ ان کے سب کام آپس میں مشورہ سے ہوتے ہیں۔ مشورہ سے مساوات پیدا ہو جاتی ہے

مشورے سے کام کرنا اللہ کو پسند ہے۔ دین کا ہو یا دُنیا کا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہات امور میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے۔ اور صحابہؓ آپس میں مشورہ کرتے تھے۔ حروب وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل و احکام کی نسبت بھی بلکہ خلافت راشدہ کی بنیاد ہی شوریٰ پر قائم تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت ان کاموں میں ہے۔ جو مہتم بالشان ہوں اور جو قرآن و سنت میں منصوص نہ ہوں۔ جو چیز منصوص ہو۔ اس میں رائے و مشورہ کے کوئی معنی نہیں اور ہر چھوٹے بڑے کاموں میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہو سکے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل و عابد ہو۔ ورنہ اس کی بیوقوفی یا بددیانتی سے کام خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

چوتھی صفت۔ رزق جو ملتا ہے اس کو دینی کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے ہیں۔

خدا اور نبیؐ کے وفادار بندے

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (آل عمران آیت ۱۷۲۔ ع ۱۸۔ پ ۴) — ترجمہ۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے انہیں زخم پہنچ چکے تھے جو ان میں سے نیک ہیں۔ اور پرہیزگار ہوئے۔ ان کے لئے بڑا اجر ہے —

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا حاشیہ۔

ابوسفیان جب احد سے "مکہ" کو واپس گیا۔ تو راستہ میں خیال آیا۔ کہ ہم نے بڑی غلطی کی۔ ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے۔ مشورے ہونے لگے کہ پھر مدینہ واپس چل کر ان کا قصہ تمام کر دیں۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو اعلان فرما دیا کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے۔ آج دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مسلمان مجاہدین باوجودیکہ تازہ زخم کھائے ہوئے تھے۔ اللہ اور رسولؐ کی پکار پر نکل پڑے۔ آپ ان مجاہدین کی جمعیت لے کر مقام حمراء الاسد تک (مدینہ سے آٹھ میل ہے) پہنچے۔ ابوسفیان کے دل میں یہ سُن کر کہ مسلمان اس کے تعاقب میں چلے آ رہے ہیں۔ سخت رعب و دہشت طاری ہو گئی۔ دوبارہ حملہ کا ارادہ فسخ کر کے مکہ کی طرف بھاگا۔ حکم برداری کی یہ کتنی بلند پایہ مثال ہے جو صحابہ کرامؓ کل زخموں سے چُور چُور تھے۔ دُوسرے دن پھر سرکار دو عالمؐ کے اعلان کو لبیک کہہ کر دشمن کا تعاقب فرماتے ہیں۔ ان حضرات کی قوت اور ہمت دیکھ کر دشمن پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ انکی قوت بہت زیادہ ہے اور وہ مقابلہ کرنے کیلئے کمربستہ ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ دشمن مکہ معظمہ کی طرف فرار ہو گئے اور آپ بخیر و عافیت مدینہ منورہ کی طرف لوٹے۔ یہ تھے ع

خدا اور نبیؐ کے وفادار بندے

(حالیؒ)

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے ہر حکم پر بلا چون و چرا چل پڑیں ؞

ابو عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

الیس اللہ بکاف عبدہ

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ کو؟ پ ۲۴ ع ۱

موحّد و مشرک کی مثال

سب خوبی اللہ کے لئے ہے کہ کیسے اعلےٰ مطالب و حقائق کو کیسی صاف اور دلنشین امثال و شواہد سے سمجھا دیتے ہیں۔ مگر اس پر بھی بہت بد نصیب ایسے ہیں جو ان واضح مثالوں کے سمجھنے کی توفیق نہیں پاتے۔

مثال۔ فرض کرو کہ ایک غلام ہے۔ اس کے کئی مالک ہیں اور ہر مالک اتفاق سے کج خلق، بے مروّت اور سخت ضدّی واقع ہوا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ غلام اُسی اکیلے کے کام میں لگا رہے۔ دوسرے مالکوں سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ اس کھینچ تان میں ظاہر ہے۔ غلام سخت پریشان اور پراگندہ دل ہوگا۔ برخلاف اس کے جو غلام صرف ایک ہی مالک کا ہو اُسے ایک طرح کی یکسوئی اور اطمینان حاصل ہوگا۔ وُہ کئی آقاؤں کے خوش رکھنے کی کشمکش میں گرفتار نہ ہوگا۔ اب بتلاؤ کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اسی طرح مشرک اور موحد کو سمجھ لو مشرک کا دل کئی طرف بٹا ہوا ہے اور کتنے ہی جھوٹے معبودوں کے خوش رکھنے کی کشمکش میں الجھا ہوا ہے۔ اسکے برخلاف موحد کی کل توجہات و خیالات اور داد و دہش کا ایک مرکز ہے وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اس کے خوش رکھنے کی فکر میں ہے اور سمجھتا ہے کہ اسکی خوشنودی کے بعد کسی کی خوشنودی کی ضرورت نہیں۔

شانِ نزول آیت زیرِ عنوان

مذکورہ بیان کوسن کر مشرکین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کرکے ان کو غصّہ نہ دلاؤ۔ کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں۔ اس کا اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا اُسے ان عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ کیا اُس عزیز منتقم کی امداد و حمایت اس کو کافی نہیں جو کسی دُوسرے سے ڈرے یا لو لگائے۔ یہ بھی ان مشرکین کا خبط۔ ضلال اور مستقل گمراہی ہے۔ کہ خدائے واحد کے پرستار کو اس طرح کی گیدڑ بھبکیوں سے خوفزدہ کرنا چاہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ٹھیک راستہ پر لگا دینا یا نہ لگانا سب اللہ کے قبضہ میں ہے جب کسی شخص کو اسکی بدتمیزی اور کجروی کی بنا پر اللہ تعالےٰ کامیابی کا راستہ نہ دے وہ اسی طرح خبطی اور پاگل ہو جاتا ہے اور موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی قوت بھی اس میں نہیں رہتی۔ کیا ان احمقوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ جو بندہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ گیا کونسی طاقت ہے جو اس کا بال بیکا کر سکے جو طاقت مقابل ہوگی پاش پاش کر دی جائے گی۔ غیرت خداوندی مخلص وفاداروں کا بدلہ لئے بغیر نہ چھوڑے گی۔ (مولانا عثمانیؒ)

آنحضرتؐ کو تسلّی و تشفّی

کفار مکہ اپنے معبودوں کو نفع اور نقصان دینے والے جانتے تھے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ جو ان کو نہیں مانتا اس کو برباد کر دیں گے (عام ہندوؤں کا بھی کالی بھوانی وغیرہما کی نسبت اب تک یہی اعتقاد ہے۔ اس لئے وہ اپنے معبودوں کی برائی سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا کرتے تھے چنانچہ عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے۔ کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے آنحضرتؐ سے کہا تھا یا تو ہمارے معبودوں کی برائی سے باز آؤ۔ ورنہ ہم ان سے کہدینگے وہ تم کو سڑی کر دیں گے۔

اس لئے اللہ تعالےٰ اس خیال کے غلط کرنے کو اول اپنی مدد اور حمایت کا بھروسہ دلاتا ہے کہ کیا خدا اپنے بندے کی مدد کو کافی نہیں؟ یعنی کافی ہے ہر صفات اور ہر بات میں وہی بس کرتا ہے اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس بعد انکی تخویف (خوف دلانا) کا ذکر کرتا ہے۔ کہ اے نبی تجھ کو اللہ کے سوا اور معبودوں سے ڈراتے ہیں۔ حالانکہ یہ ڈرانا اُن کی گمراہی اور خیالات فاسدہ کا نتیجہ ہے۔ جو خدا کی تقدیر ازلی سے ان کو دی گئی ہے۔ ان کو خدا نے گمراہ کر دیا ہے۔ پھر کون ہدایت دے سکتا ہے۔ اور اہل ایمان کو اللہ نے ہدایت دی ہے۔ وہ اپنے حقیقی معبود پر بھروسہ رکھتے ہیں اسی کو نافع و ضار سمجھتے ہیں۔ اور اللہ جس کو ہدایت دے اس کو کون گمراہ کرسکتا ہے کیا اللہ زبردست بدلہ لینے والا نہیں ہے؟ کیوں نہیں ضرور ہے۔ پھر اس کے دوستوں کو کون تکلیف دے سکتا ہے۔ وہ انہیں کو غارت کر دے گا۔ (حقانی)

(۱) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ پ ۱ ع ۱۶۔

ترجمہ۔ اور اگر پھر جائیں تو وہی ہیں ضد پر، سو اب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ اور وہی ہے سننے والا جاننے والا

تشریح۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ ان کی (اہل کتاب) دشمنی اور ضد سے خوف مت کریں۔ اللہ ان کے شر اور مضرت سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔ وہ آپؐ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ خدا سب کی باتوں کو سنتا ہے اور سب کے حال اور نیت کو جانتا ہے

(۲) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۡ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ پ ۵ ع ۴۔

ترجمہ۔ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے حمائتی اور اللہ کافی ہے مددگار۔

اللہ تعالےٰ یہود کی خرابیاں بیان فرماتا ہے۔ یعنی یہود کو کتاب سے کچھ حصہ ملا۔ یعنی لفظ پڑھنے کو ملے اور عمل کرنا جو اصل مقصود تھا نہیں ملا۔ اور وہ گمراہی خریدتے ہیں۔ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور اوصاف کو دنیا کی عزت اور رشوت کے واسطے چھپاتے ہیں۔ اور جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی دین سے پھر کر گمراہ ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ اے مسلمانو! تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے۔ تم

ان کو ہرگز نہیں جانتے سو اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر اطمینان کرو اور ان سے بچو۔ اللہ تعالےٰ تم کو نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے دشمنوں سے اس قسم کا اندیشہ مت کرو اور دین پر قائم رہو۔

اللہ کی شہادت

(۳) وَ اَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۵ پ ۵۔ ع ۸۔

ترجمہ۔ اور ہم نے تم کو بھیجا پیغام پہنچانے والا لوگوں کو اور اللہ کافی ہے سامنے دیکھنے والا

اے نبیؐ! ان منافقین کی ایک اور مکاری سنو، آپ کے روبرو تو آ کر کہہ جاتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم قبول کیا اور باہر جا کر مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں ان کے سب مشورے لکھے جاتے ہیں ان کو سزا دینے کے لئے۔ سو اے نبیؐ ان سے منہ پھیر لو اور کسی بات کی پرواہ مت کرو۔ اپنے سب کام اللہ کے حوالے کر دو۔ وہ تیرے لئے کافی ہے

(۴) وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ ۵ پ ۱۳۔ ع ۱۲۔

ترجمہ۔ اور کافر کہتے ہیں تو بھیجا ہوا نہیں آیا۔ کہہ دے کہ اللہ کافی ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور جس کو کتاب کی خبر ہے۔

یعنی تمہارے جھٹلانے سے کچھ نہیں ہوتا جبکہ خداوند قدوس میری صداقت کے بڑے بڑے نشان دکھلا رہا ہے۔ قرآن جو اس کا کلام ہے۔ جیسے اپنے کلام الٰہی ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ اُسی طرح میرے پیغمبر برحق ہونے کا گواہ ہے۔ اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو سخت ناموافق حالات میں سچ کا اس شان سے پھیلتے جانا اور دشمنوں تک کے دلوں میں گھر کرنا اور جھوٹ کا مغلوب و مقہور ہو کر سمٹتے رہنا خدا کی طرف سے میری حقانیت کی کھلی ہوئی گواہی ہے۔

(۵) قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا ۵ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۵ پ ۱۵۔ ع ۱۱۔

ترجمہ۔ کہہ دیجئے۔ اگر زمین میں فرشتے ہوتے، پھرتے بستے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو پیغام دے کر اُتارتے۔ کہدیجئے کہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا میرے اور تمہارے درمیان، وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھنے والا ہے۔

تشریح۔ اگر یہ زمین آدمیوں کی بجائے فرشتوں کی بستی ہوتی تو بے شک موزوں ہوتا کہ ہم فرشتہ کو پیغمبر بنا کر بھیجتے آدمیوں کی طرف اگر فرشتہ اس کی اصلی صورت میں بھیجا جائے تو آنکھیں اور دل تحمل بھی نہ کر سکیں۔ فائدہ اٹھانا تو الگ رہا۔ اور اگر آدمی کی صورت میں آئیں تو اشتباہ پڑا رہے۔ کافر کہتے تھے کہ خدا سامنے آ کر تصدیق کر دے۔ تب مانیں تو فرمایا کہ خدا اب بھی اپنے فعل سے میری تصدیق کر رہا ہے۔ آخر وہ مجھ کو دیکھتا ہے۔ کہ میں نبوت کا دعوےٰ کر رہا ہوں اور میری ظاہری اور باطنی احوال سے پورا خبردار ہے اس پر بھی میرے ہاتھ اور زبان پر وہ علمی و عملی نشانات ظاہر فرماتا رہتا ہے جو خارق عادت اور اس کے عام قانون قدرت سے کہیں بلند و برتر ہیں۔ میرے مقاصد کو یوماً فیوماً کامیاب اور وسیع الاثر بناتا ہے اور تکذیب کرنے والوں کو قدم قدم پر متنبہ کرتا ہے کہ اس رفتار سے تم فلاح نہیں پا سکتے۔ کیا یہ خدا کی طرف سے کھلی ہوئی عمَلی فعلی شہادت نہیں کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں۔ کیا ایک مفتری کے ساتھ ایسا معاملہ خدا کا ہو سکتا تھا؟

(۶) کفایت ربّ عزّوجل

وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ ہَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ۵ پ ۱۹۔ ع ۱۔

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے گنہگاروں میں سے ہر نبی کے دشمن رکھے ہیں۔ اور تیرا رب راہ دکھلانے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔

یعنی دشمن وہ ہیں جو نبی کی بات ماننے سے رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے ہیں۔ کافر بڑے بہکایا کریں جس کو اللہ چاہیگا ہدایت کر دے گا۔ اور جن کو ہدایت نصیب نہ ہوگی۔ اُن سب کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرے گا۔ یا یہ کہ حق تعالےٰ آپ کی مدد کر کے آپ کو مقام مطلوب تک پہنچائے گا۔ کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو سکے گی۔

(۷) وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ؕ وَ کَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا ۵ پ ۱۹۔ ع ۳۔

ترجمہ۔ اور اس زندہ رب کے اوپر بھروسہ رکھ جو مرتا نہیں اور اُسکی خوبیاں یاد کر اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہے۔

(مطلب) آپ تنہا خدا پر بھروسہ کر کے اپنا فرض (تبلیغ و دعوت ادا کیئے جایئے کسی کی موافقت یا مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ فانی چیزوں کا کیا سہارا۔ سہارا تو اسی کا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے کبھی نہ مرے۔

"تو کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور جو لوگ جھوٹ پر یقین لاتے ہیں اور اللہ سے منکر ہوئے ہیں۔ وہی ہیں نقصان پانے والے" پ ۲۱ ع ۲۔

(مطلب) خدا کی زمین پر اُسکے آسمان کے نیچے میں علانیہ دعوےٰ رسالت کر رہا ہوں۔ جسے وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ پھر روز بروز مجھے اور میرے ساتھیوں کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا رہا ہے۔ برابر میرے دعوےٰ کی فعلی تصدیق کرتا ہے۔ میری زبان پر اور ہاتھوں پر قدرت کے وہ خارق عادت نشان ظاہر کیئے جاتے ہیں جنکی نظیر پیش کرنے سے تمام جن و انس عاجز ہیں۔ کیا میری صداقت پر اللہ کی یہ گواہی کافی نہیں؟

توکّل علی اللہ

جیسے اب تک معمول رہا ہے۔ آئندہ بھی ہمیشہ ایک اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں و منافقوں کا کبھی کہنا نہ مانیئے۔ یہ سب مل کر خواہ کتنا ہی بڑا جتھا بنا لیں سازشیں کریں۔ جھوٹے مطالبات منوانا چاہیں عیارانہ مشورے دیں۔ اپنی طرف جھکانا چاہیں۔ آپ اصلاً پروا نہ کیجئے اور خدا کے سوا کسی کا ڈر پاس نہ آنے دیجئے۔ اُسی اکیلے پروردگار کی بات مانیئے۔ اسی کے آگے جھکیئے۔ خواہ ساری مخلوق اکٹھی ہو کر آ جائے۔ اس کے خلاف ہرگز کسی کی بات نہ سُنیں۔ اللہ تعالیٰ سب احوال کا جاننے والا ہے اور جس وقت جو حکم دے گا نہایت حکمت اور خبرداری سے دے گا۔ اسی میں تمہاری اصلی بہتری ہوگی۔ جب اس کے حکم پر چلتے رہوگے اور اسی پر بھروسہ رکھوگے۔ تمہارے سب کام اپنی قدرت سے بنا دے گا۔ تنہا اُسی کی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے۔ جو سارے دل سے اُس کا ہو رہا۔ دوسری طرف دل نہیں لگا سکتا۔ دوسرا دل ہو تو دوسری طرف

جائے - سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے - حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا - اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانا - اور پیغمبر کو صرف اللہ پر بھروسہ ہے - اس سے زیادہ دانا کون ؟

(۹) وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ پ-۲۲-ع ۳-

ترجمہ - دغابازوں اور منکروں کا کہنا مت مان اور چھوڑ دے ان کا ستانا - اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا -

(مطلب) اگر یہ بدبخت زبان اور عمل سے آپ کو ستائیں تو ان کا خیال چھوڑ کر اللہ پر بھروسہ رکھیئے - وہ اپنی قدرت و رحمت سے سب کام بنا دے گا منکروں کو راہ پر لے آنا یا سزا دینا سب اسی کے ہاتھ میں ہے - آپ کو اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں - ان کا مطلب تو یہی ہے کہ آپ طعن و تشنیع سے گھبرا کر اپنا کام چھوڑ بیٹھیں - اگر آپ بفرض محال ایسا کریں تو گویا ان کا مطلب پورا کر دیں گے - اور ان کا کہا مان لینگے (العیاذ باللہ)

جب اللہ نے آپ کو ایسے کمالات اور ایسی جماعت عنایت فرمائی تو آپ حسب معمول فریضہ دعوت و اصلاح کو پوری مستعدی سے ادا کرتے رہیئے - اور اللہ جو حکم دے اس کے کہنے یا کرنے میں کسی کافر و منافق کی یاوہ گوئی کی پرواہ نہ کیجئے -

تبلیغ احکام اسلام کا فریضہ

(۱۰) اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ پ ۲۲ ع ۲-

ترجمہ - وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں - اس سے اور سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا -

(مطلب) انبیا و رسل کو اللہ کے پیغامات پہنچانے میں اس کے سوا کبھی کسی کا ڈر نہیں رہا - چنانچہ آنحضرت صلعم نے پیغام رسانی میں آج تک کسی کی پروا نہ کی - نہ کسی کے کہنے سننے کے خیال سے کبھی متاثر ہوئے - پھر اس نکاح کے معاملہ میں (جو حضرت زینب رضہ سے ہوا) رکاوٹ کیوں ہو - اللہ کا حکم اٹل ہے جو بات اس کے یہاں طے ہو چکی ضرور ہو کر رہے گی - پھر پیغمبر کو ایسا کرنے میں کیا مضائقہ ہے - جو شریعت میں روا ہو گیا (اپنے متبنیٰ کی بیوی سے بعد طلاق و عدت شادی کر لینا -

(۱۱) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ پ-۲۶-ع ۱-

ترجمہ - کیا کہتے ہیں یہ (قرآن) بنا لایا ہے - تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم اللہ کے سامنے میرا ذرا بھی بھلا نہیں کر سکتے - ان کو خوب خبر ہے - جن باتوں میں تم الگ رہے - وہ میرے اور تمہارے درمیان کافی ہے حق بتانے والا -

(مطلب) یعنی جادو کہنے سے زیادہ قبیح و شنیع کافروں کا یہ دعوےٰ ہے کہ قرآن مجید آپ خود بنا لائے ہیں - اور جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں (العیاذ باللہ) خدا پر جھوٹ لگانا انتہائی جرم ہے - اگر بفرض محال میں ایسی جسارت کروں تو گویا جان بوجھ کر اپنے آپ کو اللہ کے غضب اور اسکی سخت ترین سزا کے لئے پیش کر رہا ہوں - بھلا خیال کرو جو شخص ساری عمر بندوں پر جھوٹ نہ لگائے اور ذرا ذرا سے معاملہ میں اللہ کے خوف سے کانپتا ہو کیا وہ ایک دم بیٹھے بٹھائے اللہ پر جھوٹ طوفان باندھ کر اپنے آپ کو ایسی عظیم ترین آفت و مصیبت میں پھنسائیگا - جس سے بچانے والی اور پناہ دینے والی کوئی طاقت دنیا میں موجود نہیں - اگر میں جھوٹ سچ بنا کر فرض کرو تمہیں اپنا تابع کر لوں - تو کیا تم خدا کے غضب و قہر سے جو جھوٹے مدعیان نبوت پر ہوتا ہے - مجھ کو نجات دے سکوگے ؟ اور جب اللہ مجھ کو برائی پہنچانا چاہیگا تم میرا کچھ بھلا کر سکوگے - آخر میرے چہل سالہ حالات و سوانح سے اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ میں اس قدر بیخوف اور بے باک نہیں ہوں اور نہ ایسا بے عقل ہوں کہ بعض انسانوں کو خوش کر کے خداوند کا غصہ مول لوں بہر حال اگر میں معاذ اللہ کاذب و مفتری ہوں تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا - جو باتیں تم نے شروع کر رکھی ہیں - اللہ ان کو بھی خوب جانتا ہے - لہذا لغو اور دور از کار خیالات چھوڑ کر اپنے انجام کی فکر کرو - اگر خدا کے سچے رسول کو جھوٹا اور مفتری کہا تو سمجھ لو اس کا حشر کیا ہوگا - خدا پر میری اور تمہاری بات کوئی پوشیدہ نہیں وہ اپنے علم صحیح اور محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرے گا - میں اسی کو اپنے اور تمہارے درمیان گواہ ٹھہراتا ہوں وہ اپنے قول و فعل سے بتلا رہا ہے - اور آئندہ بتلا دے گا کہ کون حق پر ہے اور کون جھوٹ پر بول رہا ہے - افترا کہہ رہا ہے - اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ - اور یہ بھی اسکی مہربانی اور بردباری سمجھو کہ باوجود جرائم پر اور مطلع ہونے اور کامل قدرت رکھنے کے تم کو فوراً ہلاک نہیں کر دیتا

(۱۲) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ پ ۱۴-ع ۶-

ہم تیری طرف سے ٹھٹھا کرنے والوں کو کافی ہیں - جو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے کی بندگی ٹھیراتے ہیں - سو عنقریب معلوم کر لینگے -

(مطلب) آپ کہنے میں کوتاہی نہ کیجئے خوب کھول کر خدائی پیغامات پہنچایئے - یہ مشرکین آپ کا کچھ بگاڑ نہ کر سکیں گے - دنیا و آخرت میں ہم سب ٹھٹھا کرنیوالوں سے نپٹ لیں گے - آپ بے خوف و خطر تبلیغ کرتے رہیئے - آپ کا بال بیکا نہوگا - رسول کے ساتھ استہزاء کرنا اور خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانا دونوں باتوں کا انجام یہ لوگ دیکھ لیں گے -

(۱۳) يٰٓاَيُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّــغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ پ-۶-ع ۱۴-

ترجمہ - اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تم پر اترا ہے پہنچا دے اور اگر ایسا نہ کیا - تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچا لے گا - بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا

(مطلب) آپ پر جو پروردگار کی طرف سے اتارا جائے - خصوصاً اس طرح کے فیصلہ کن اعلانات - آپ بے خوف و خطر اور بلا تامل پہنچاتے رہیئے - اگر بفرض محال کسی ایک چیز کی تبلیغ میں بھی آپ سے کوتاہی ہوئی تو بہ حیثیت رسول ہونے کے رسالت و پیغام رسانی کا جو منصب جلیل آپ کو تفویض ہوا ہے سمجھا جائے گا کہ آپ نے اس کا حق کچھ بھی ادا نہ کیا - بلاشبہ نبی کریم صلعم کے حق میں فریضۂ تبلیغ کی انجام دہی پر بیش از بیش ثابت قدم رکھنے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی موثر عنوان نہیں ہو سکتا تھا

آپ نے جس بائیس سال تک جس بلند نظیر اولوالعزمی، جانفشانی، مسلسل جد و کد اور صبر و استقلال سے فرض رسالت و تبلیغ کو ادا کیا وہ اسکی واضح دلیل تھی کہ آپ کو دنیا میں ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرض منصبی (رسالت و بلاغ) کی اہمیت کا احساس ہے۔ حضورؐ کے اس احساس قوی اور تبلیغی جہاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفۂ تبلیغ میں مزید استحکام و ثابت قدمی کی تاکید کے موقعہ پر مؤثر ترین عنوان یہی ہو سکتا تھا کہ حضورؐ سے یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ سے خطاب کر کے صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ اگر بفرض محال تبلیغ میں ادنیٰ سی کوتاہی ہوئی تو سمجھو کہ آپ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے اور ظاہر ہے کہ آپ کی تمام تر کوششوں اور قربانیوں کا مقصد وحید ہی یہ تھا کہ آپ خدا کے سامنے فرض رسالت کی انجام دہی میں اعلےٰ سے اعلیٰ کامیابی حاصل فرمائیں۔ لہٰذا یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ کسی ایک پیغام کے پہنچانے میں بھی ذرا سی کوتاہی کریں۔ تم اپنا فرض ادا کیئے جاؤ۔ خدا تعالےٰ آپ کی جان اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ وہ تمام روئے زمین کے دشمنوں کو بھی آپ کے مقابلہ پر کامیابی کی راہ نہ دکھلائے گا باقی ہدایت و ضلالت خدا کے اختیار میں ہے۔ ایسی قوم جس نے کفر و انکار پر ہی کمر باندھ لی ہے۔ اگر راہ راست پر نہ آئے تو تم غم نہ کرو۔ اور نہ ہی مایوس ہو کر اپنے فرض کو چھوڑو۔ نبی کریمؐ نے اس ہدایت ربانی اور آئین آسمانی کے موافق امت کو ہر چھوٹی بڑی چیز کی تبلیغ کی۔ نوع انسانی کے عوام و خواص میں سے جو بات جس طبقہ کے لائق اور جسکی استعداد کے مطابق تھی۔ آپؐ نے بلا کم و کاست اور بے خوف و خطر پہنچا کر خدا کی حجت بندوں پر تمام کر دی اور وفات سے دو اڑھائی مہینے پہلے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جہاں چالیس ہزار سے زائد خادمان اسلام اور عاشقان تبلیغ کا اجتماع تھا آپ نے علی رؤس الاشہاد اعلان فرما دیا کہ اے خدا تو گواہ رہ میں تیری امانت پہنچا چکا۔ جب تک اسلام کی تعلیم خفیہ طور پر ہوتی رہی۔ مکہ کے مشرک خاموش رہے۔ مگر جب اسلام کا عام اعلان کیا گیا اور بتوں کی برائیاں علانیہ کی گئیں تو مشرک بھڑک اٹھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ باوجود ایذا رسانی کے وہ بدستور [illegible]

[illegible] اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ تو آپ کے چچا ابو طالب کے پاس شکایت لے کر گئے۔ کہ اپنے بھتیجے کو منع کرو جب حضورؐ کے چچا ابو طالب نے آپ کے پاس آکر تمام حالات بیان کیئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو میں اپنے کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جو اللہ تعالےٰ نے میرے سپرد کیا ہے۔

محمدؐ زور معبودان باطل توڑنے والے
محمدؐ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والے

ایک غلطی کا ازالہ

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں شائع شدہ میرے مضمون ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دوست نے اعتراض کیا ہے۔ وہ اس اعتراض میں حق بجانب ہیں مذکورہ مضمون لکھتے وقت میرے پاس اصلاح الرسوم موجود نہیں تھی۔ اس وقت جو بات ذہن میں محفوظ تھی۔ وہی لکھ دی گئی لیکن بعد میں اصلاح الرسوم دیکھنے پر اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ مجھے بیحد افسوس ہوا اور اب بھی ہے کہ ایک مقتدر شخصیت کی طرف ایک غلط بات منسوب ہو گئی۔ لیکن بہرحال انسان ہوں۔ اور انسان خطا و سہو کا پتلا ہے اور یہ اس کی سرشت میں داخل ہے۔

مذکورہ مضمون میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے جملے سے پیشتر میں خالفوا المشرکین انھکوا الشوارب واعفوا اللحی (بخاری و مسلم عن عبد اللہ بن عمرؓ) کے تحت میں پہلے لکھ چکا تھا۔ "داڑھی کا مذاق اڑانیوالے حضور خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں اپنے دین و ایمان کی خیر منانا چاہیئے" اور پھر مولانا تھانویؒ کے حوالے سے نقل کیا تھا۔ اصلاح الرسوم میں داڑھی نہ رکھنے والوں کیلئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری قرار دیتے ہیں۔ اسکی تصحیح کر لیجئے۔ اصل عبارت اصلاح الرسوم میں اس طرح ہے۔ "جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں۔ بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور ہجو کرتے ہیں۔ ان سب مجموعی امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسول کے بناویں۔"

(اصلاح الرسوم فصل چہارم مطبوعہ کتبخانہ اشرفیہ لاہور)

(مولینا) عبد اللہ ناظم مجلس عروج اسلام لاہور

ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند ضلع مردان و متعلقہ قبائل صوات۔ دیر۔ باجوڑ۔

یکم نومبر۔ ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند ضلع مردان کا عظیم اجتماع زیر صدارت مولانا لطف الرحمن صاحب فاضل دیوبند طور ضلع مردان منعقد ہوا۔ یہ اجتماع اس غرض سے ہوا تھا۔ کہ مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند نے فیصلہ کیا تھا کہ تمام دنیا میں دار العلوم دیوبند کے فضلاء کی تنظیم ہو۔ تاکہ دار العلوم کے ساتھ فضلاء کا ربط قائم ہو۔ پاکستان و ہندوستان میں مذکورہ تنظیم ضلع وار ہے۔

اس غرض کے لیئے مہتمم دار العلوم دیوبند نے مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر نظام العلماء سرحد کو ضلع مردان و قبائل متعلقہ کا کنوینر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے یکم نومبر کو جامع پیران مردان میں تمام فضلاء کو دعوت دی اور مذکورہ اجتماع ہوا سب سے پہلے حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب نے مہتمم دار العلوم دیوبند کے ارسال کردہ اغراض تنظیم اجتماع میں پیش کیئے اسکے بعد مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

صدر ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند ضلع مردان و قبائل متعلقہ صوات۔ دیر۔ باجوڑ مولانا سید گل بادشاہ امیر نظام العلماء سرحد

ناظم۔ مولانا پیر مبارک شاہ۔

مجلس منتظمہ۔ مولانا لطف الرحمن طور و مولانا لطف الرحمن شہباز گڑھ۔ مولانا عبد العزیز مردان۔ مولانا فضل اللہ تارہ گڑھ۔ مولانا عبد الواحد گجرات۔ مولانا عبد الرفیع بام خیل مولانا اسلام الدین تور ڈھیر۔ مولانا عبد الحنان جہانگیر۔ مولانا نصیر الحق صوات۔ مولانا محمد احمد ٹھیلگی۔

بچّوں کا صفحہ

مُفید حکایت

از قاضی عبدالحفیظ مُبارک پوری ٹیچر رحیم یار خاں

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر — مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

فخرِ قوم نونہالو! آج کی فرصت میں ایک مفید حکایت پیش کرتا ہوں۔ جو دلچسپ بھی ہے اور نصیحت آمیز بھی۔ مجھے آپ لوگوں سے امید قوی ہے۔ کہ آپ حکایت مفید پڑھ کر حقیقی مسرت حاصل کریں گے۔ اور اس سے مستفید ہو کر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں گے۔

حکایت۔ ایک روایت ہے۔ کہ ایک صاحب حج کرنے کے لئے چلے تو اس کی بوڑھی والدہ نے کہا کہ بیٹا اس سال مت جاؤ۔ کیونکہ شائد میں بعد میں مر جاؤں۔ چنانچہ اس بوڑھی کا بیٹا اس سال حج کو نہ گیا۔ لیکن دوسرے سال حج کی تیاری کی تو اس کی والدہ نے کہا کہ بیٹا تم حج کو چلے جاؤ گے۔ میں بعد میں مر جاؤں گی۔ وہ صاحب ارادہ پھر رُک گئے۔ حتیٰ کہ پانچ سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ لیکن چھٹے سال انہوں نے پھر تیاری کی۔ تو حسب سابق پھر اس کی والدہ نے کہا کہ بیٹا نہ جاؤ۔ شاید میں اس سال مر جاؤں۔ لیکن بیٹے نے جواب دیا کہ تو ہر سال مرتی رہتی ہے۔ لیکن مرتی نہیں۔ میں تو اس سال ضرور حج کو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ مال و اسباب باندھ کر تیار ہوئے اور حج کو روانہ ہو گئے۔ اس کی والدہ نے کہا کہ یا اللہ میرے بے فرمان بیٹے کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے ماں کی زبان سے یہ کہنا ہی تھا۔ کہ ادھر وُہ ایک شہر میں پہنچے اور ایک مسجد میں رات بسر کی۔ جب تہجد کا وقت ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز شروع کر دی۔ اتنے میں مسجد کے قریب ہی ایک چور نے نقب لگائی۔ لیکن گھر والوں کو پتہ لگ گیا۔ تو وہ چور مال کی گٹھڑی اٹھائے مسجد میں چھپنے کے لئے بھاگا۔ لیکن گٹھڑی مسجد میں پھینک کر مسجد کی دیوار پھاند کر بھاگ گیا۔ تو لوگوں نے مسجد کا محاصرہ کر لیا۔ جب وو آدمی اندر داخل ہوئے تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور گٹھڑی اس کے قریب پڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو چور سمجھ کر پکڑ لیا اور قاضی کی عدالت میں لے جا کر پیش کیا اور کہا کہ اس شخص نے یہ سامان چوری کیا اور چوری کرنے کے بعد مسجد میں جا کر نماز شروع کر دی۔ قاضی نے بیان سُن کر حکم دیا کہ اس کا منہ کالا کر کے بازار میں پھرایا جائے اور ساتھ ہی اعلان بھی کر دیا جائے کہ جو شخص چوری کر کے مسجد میں چھپے گا۔ اس کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔ حسب الحکم قاضی صاحب اس کا منہ کالا کر کے شہر کے بازاروں میں پھرانا شروع کیا۔ اور ساتھ ساتھ اعلان بھی ہوتا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ اس طرح نہ کہو۔ کہ چوری کر کے مسجد میں جانے والے کو یہ سزا دی جائے گی۔ بلکہ اس طرح کہو کہ والدہ کے نافرمان کو یہ سزا ملتی ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب؟ اس نے سارا قصّہ سنایا۔ لوگوں نے دوبارہ قاضی کے سامنے پیش کیا اور قاضی نے اُسے رہا کر دیا۔ وہ رہا ہونے کے بعد سیدھا اپنے گھر گیا۔ لیکن اس سے پیشتر اس کی والدہ فوت ہو چکی تھی۔

عزیز بچو! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اس شخص کو جو بھی تکلیف پہنچی۔ وہ سب والدہ کی نافرمانی کی بناء پر تھی۔

عزیز بچو! والدین کا بڑا درجہ ہے ہمارے نبی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ یعنی جنت والدہ کے قدموں کے نیچے ہے۔ والدین آپ کے لئے جنت کا موجب بھی بن سکتے ہیں اور جہنم کا بھی۔ یعنی جس نے والدین کی خدمت کی اس نے جنت خرید لی۔ اور جس نے نافرمانی کی اس نے جہنم میں اپنی جگہ کو محفوظ کر لیا ؎

زیرِ پائے مادراں بہشت است

خود خداوند کریم نے قرآن مجید میں ہمیں والدین کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ ارشاد فرمایا خواہ تمہارے والدین ضعیف العمر ہو جائیں۔ کھڑے ہو جائیں تب بھی اُن کے سامنے اُف تک نہ کہیں۔ اُن کی حد درجہ خدمت کریں۔ اگر فرصت ہوتی تو والدین کی توقیر کے بارے میں مزید لکھتا۔ آخری نصیحت کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔

بھائیو اگر تم دونوں جہانوں کی سرخروئی اور شادمانی چاہتے ہو۔ تو تم والدین کی خدمت دل کھول کر کرو۔ ان کو نوکر سمجھ کر ستم نہ ڈھاؤ۔ ورنہ کہیں کے نہ رہو گے۔ بارگاہ ایزدی میں دُعا ہے کہ یا الہ العالمین ہمیں اپنے والدین کی فرمانبرداری اور خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ماں

کرو تم ماں کی جان و دل سے خدمت
کہ ماں کے پاؤں کے نیچے ہے جنّت
نہیں کرتا جو خدمت دل سے ماں کی
کبھی حاصل نہ ہو گی اس کو راحت

ادب

بڑوں کے سامنے اونچا نہ بولو
جو بولو سوچ کر بے جا نہ بولو
جسے سُن کر دُکھے دل آدمی کا
زباں سے کوئی لفظ ایسا نہ بولو

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ ١١ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ٦٠٤٧

منظور شدہ محکمہ تعلیم:- ١- لاہور ڈویژن بذریعہ چھٹی نمبری G/١٦٣٢١- مورخہ ٣ مئی ١٩٥٦ء
٢- پشاور ڈویژن بذریعہ چھٹی نمبری T.B.C. ٢٤٨١/٢٧٣٠- مورخہ ٧ ستمبر ١٩٥٦ء

تنظیم فضلاء دار العلوم دیوبند ضلع ملتان

ابناء دار العلوم دیوبند کی تنظیم کے سلسلہ میں آج مورخہ ٥ ١١/٥٩ کو دار العلوم عید گاہ کبیروالا میں کنوینر صاحب ضلع ملتان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کی صدارت میں پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ ضلع ملتان کے ہر حلقہ کے فضلاء دیوبند نے شرکت کی۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اپنے ملک کے باشندگان کے کیریکٹر کو پوری بلندی تک پہنچانے کی سعی اور تبلیغ و تدریس کی وسعت کی شدید ضرورت کو پیش نظر لاکر ضلعی فضلائے دیوبند کی تنظیم کامل تنظیم کے لئے ٣ ١٢/٥٩ کو بڑا اجلاس بلانے کا فیصلہ ہوا۔ طے ہوا کہ ٣ ١٢/٥٩ کے اجلاس میں فضلائے دیوبند کو حاضری کا پابند کیا جائے اور ان کو ان کے فرائض تبلیغ و تدریس کا احساس دلایا جائے اور جن حضرات کو دفتر سے دعوتی خطوط نہ پہنچ سکیں۔ وہ اس اخباری اطلاع ہی کو دعوت نامہ تصور فرمائیں۔

نوٹ:- ٢٨ نومبر ١٩٥٩ء تک دفتر دار العلوم عید گاہ کبیروالا میں تشریف آوری سے مطلع فرمایا جاوے۔

محمد شریف جالندھری خادم مدرسہ خیر المدارس۔
ناظم تنظیم فضلاء دار العلوم دیوبند ضلع ملتان

کتاب خلافت معاویہ بن یزید

کے سلسلہ میں آج دار العلوم دیوبند کے اساتذہ و طلباء اور تمام کارکنان دفاتر کا ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس میں متعدد اساتذہ کرام نے تقریریں فرمائیں اور حسب ذیل تجویز بالاتفاق رائے پاس کی گئی۔ تجویز کا متن حسب ذیل ہے۔

دار العلوم دیوبند کا یہ عظیم الشان اجلاس کتاب "خلافت معاویہ و یزید" سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور اس کے مدعا و مقاصد بحث کو غلط اور اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف جانتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء دیوبند حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اقدام کو جو یزیدی حکومت کے مقابلہ میں کیا گیا۔ عقیدہ کے طور پر حق بجانب سمجھتے ہیں اور یزید کو فاسق اور قابل ملامت جانتے ہیں۔ علماء دیوبند کا یہ مسلک آج کا نہیں۔ بلکہ قدیم اور تمام اسلاف دیوبند کے مسلک کی ترجمانی ہے بانیٔ دار العلوم دیوبند حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم قدس سرہٗ نے اپنی ایک مستقل تصنیف میں حضرت سیدنا امام حسین رضؓ کی وفات کو شہادت عظمےٰ قرار دیا ہے۔ جو تمام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور یزید کو جابجا یزید پلید کے عنوان سے ظاہر کیا ہے۔ علماء دیوبند اسی مسلک کو بارہا اپنی تقریروں اور تصنیفوں میں صاف صاف ظاہر کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔

دار العلوم دیوبند کا یہ شاندار اجلاس جہاں اس کتاب سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے وہیں وہ ان مفتریوں کے خلاف بھی نفرت و بیزاری کا اعلان کرتا ہے جنہوں نے ص ۴۴ اپنی کذب بیانی سے اس کتاب کی تصنیف و اشاعت میں علماء دیوبند کا ہاتھ دکھلا کر اور اُسے علماء دیوبند کی تصنیف باور کرانے کی سعی کرکے انتہائی دیدہ دلیری سے دروغ گوئم بر روئے تو کا ثبوت دیا ہے اور اس حیلہ سے علماء دیوبند کی پوزیشن کو مجروح کرنے کی ناپاک سعی کی ہے ٭ ٣ نومبر ١٩٥٩ء

پیشکار دار العلوم دیوبند

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔